بچوں کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حصہ دوم

خواجہ شمس الدین عظیمی

فہرست

تعارف	2
طائف کا سفر	4
جنات میں اسلام	6
شفقت ورحمت	7
اللہ تعالیٰ کا دیدار	9
اسلام کی ابتداء	11
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے	14
مسجد نبوی ﷺ	15
پہلے مؤذن	18

تعارف

پیارے بچو!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے پیغمبروں کو اس دنیا میں بھیجا ہے۔پیغمبروں کی تعلیمات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر محیط ہیں۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ رگِ جان سے زیادہ قریب ہیں۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ سب کے خالق ہیں اور ہم سب اس کی مخلوق ہیں۔۔۔۔۔۔جس بندہ نے اپنی روح کو پہچان لیا، وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے۔۔۔۔۔۔علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔۔۔۔۔۔بزرگوں کا ادب کرو۔۔۔۔۔۔۔۔بچوں کے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔۔۔۔۔ماں باپ کی خدمت کرو۔۔۔۔۔۔اساتذہ کا ادب کرو۔۔۔۔۔۔۔۔قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ پڑھو۔۔۔۔۔۔۔نماز میں جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں ان کا ترجمہ یاد کرو۔

پیارے بچو!

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور آخری رسول ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جو مقام حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا ہے اس پر تمام انبیاء فخر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے باتیں کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''جو بندہ میرے محبوب ﷺ سے محبت کرتا ہے میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔''

پیارے بچو!

جب ہم قرآن کی تعلیمات پر غور و فکر کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی محبت اور اطاعت کے بغیر کامیاب زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔

حضرت محمد ﷺ کی اطاعت اور محبت کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کا بار بار مطالعہ کریں اور جس طرح حضرت محمد ﷺ نے زندگی گزاری ہے ہم بھی اس کا عملی مظاہرہ کریں۔ حضرت محمد ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جس عمل کو حضرت محمد ﷺ نے پسند فرمایا ہے ہم وہ عمل کریں اور جس عمل سے منع فرمایا ہے ہم وہ عمل نہ کریں۔

پیارے بچو!

کتاب ''بچوں کے محمد ﷺ'' تین حصوں میں شائع کی جارہی ہے تاکہ حضرت محمد ﷺ کی سیرت ہمارے ذہنوں میں نقش ہو جائے۔ آپ نے حصہ اول میں حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے لے کر تبلیغ اسلام کے ابتدائی حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ اب کتاب بچوں کے محمد ﷺ کا حصہ دوئم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اب ہم حصہ دوئم میں حضرت محمد ﷺ کے اس دور کا مطالعہ کریں گے جب حضرت محمد ﷺ نے اللہ کے حکم سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے توحید باری تعالی کو قبول کرنے کے بجائے حضرت محمد ﷺ کو تکالیف پہنچائیں۔ حضرت محمد ﷺ مکہ میں رہتے ہوئے دس سال تک ان تکالیف کو برداشت کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالی کے حکم سے مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی

۲۷ جنوری ۲۰۰۹ء

طائف کا سفر

اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کو مکے میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے دس سال گزر چکے تھے۔مکہ کے سرداروں نے حضرت محمد ﷺ کی تبلیغ پر پابندی لگا دی، انہیں کسی اجتماع سے خطاب کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

ان حالات میں حضرت محمد ﷺ نے مکے کے قریب کے شہر اور بستیوں کا انتخاب کیا تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا جائے۔حضرت محمد ﷺ حضرت زیدؓ کو ساتھ لے کر طائف تشریف لے گئے۔

طائف مکے سے جنوب کی طرف تقریباً ایک سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک سرسبز و شاداب اور ٹھنڈا شہر ہے،اس شہر میں برف بھی گرتی ہے۔طائف میں بڑے بڑے امراء اور خوشحال لوگ رہتے تھے۔یہ لوگ مشہور دیوی لات کے پجاری تھے۔جسے وہ خدا کی بیٹی کہتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ طائف کے تین بڑے سرداروں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ غصے میں آگ بگولہ ہو گئے۔

ایک سردار بولا:

”اگر اللہ نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں کعبے کے پردے پھاڑ کر پھینک دوں گا۔“

دوسرے نے کہا:

”کیا خدا کو رسول بنانے کے لیے تم سے بہتر کوئی نہیں ملا تھا۔اس نے رسول بنانا تھا تو کسی حاکم یا سردار کو بناتا۔“

تیسرے نے کہا:

"اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو یہ خطرناک بات ہو گی کہ میں تمہاری بات نہ سنوں اور اگر تم اللہ کے رسول نہیں ہو تو تم جھوٹے اور فریبی ہو۔اس صورت میں بھی تم سے بات نہیں کرنی چاہیے۔" سرداروں نے نہ صرف اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ شہر کے شرارتی اور اوباش لڑکوں کو حضرت محمد ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی، تالیاں بجائیں اور حضرت محمد ﷺ کا مزاق اڑایا اور پتھر مارے۔ حضرت محمد ﷺ شدید زخمی ہو گئے۔ حضرت محمد ﷺ کے جسم مبارک سے اتنا خون بہا کہ حضرت محمد ﷺ کے جوتے خون سے بھر گئے۔

حضرت محمد ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین ؑ آئے اور عرض کیا:

"اگر آپ اجازت دیں تو بستی والوں پر پہاڑ الٹ دیئے جائیں۔"

رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا:

"میں مخلوق کے لیے زحمت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے بندے پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے۔

زخموں سے چُور حضرت محمد ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی اور ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔اس باغ کے مالک دو بھائی شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ تھے۔انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو زخمی حالت میں دیکھا تو اپنے ایک عیسائی غلام عداس کے ہاتھ انگور بھیجے۔

حضرت محمد ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر انگور کھائے تو عداس کو عجیب لگا۔

حضرت محمد ﷺ سے عداس نے پوچھا:

آپ نے یہ کیا کلمہ کہا تھا؟ میں نے تو ابھی تک کسی کی زبان سے ایسا کلمہ نہیں سنا۔

حضرت محمد ﷺ عداس سے پوچھا:

اے عداس! تمہارا تعلق کس شہر سے ہے۔ تمہارا دین کیا ہے؟

عداس نے عرض کیا:

میں عیسائی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم میرے بھائی یونسؑ کے شہر کے رہنے والے ہو۔ یونسؑ بھی میری طرح اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔

یہ سن کر عداس نے جھک کر حضرت محمد ﷺ کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ جیسے ہی رات گہری ہوئی عداس، حضرت محمد ﷺ کو طائف شہر سے باہر لے آیا اور بولا:

"اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ اس شہر سے دور نکل جایئے۔ یہاں کے لوگ آپ کی جان کے دشمن ہیں۔"

جنات میں اسلام

حضرت محمد ﷺ صحرا میں چلتے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچے جسے "بطن نخلہ" کہتے تھے۔ رات کا سماں تھا ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں حضرت محمد ﷺ نے انتہائی سوز و گداز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جنات نے نورانی اور میٹھی آواز میں قرآن سنا تو حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جنات نے اسلام قبول کر لیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ:

"جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تاکہ قرآن سنیں۔
جب وہ اس جگہ پہنچے تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش ہو جاو،
پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے۔"

)سورۃ احقاف۔۲۹(

پیارے بچو!

شہر طائف کے باشندوں کی بدسلوکی سے حضرت محمد ﷺ کے عزم و حوصلہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حضرت محمد ﷺ صبر و تحمل سے مکہ واپس لوٹ آئے۔ ہمت اور حوصلہ سے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

شفقت و رحمت

حضرت محمد ﷺ ایک روز کسی وادی سے گزر رہے تھے، کسی نے پکارا ''یا رسول اللہ ﷺ'' حضرت محمد ﷺ نے دیکھا کہ ایک ہرن بندھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ایک آدمی سو رہا ہے۔ حضرت محمد ﷺ اس ہرن کے قریب تشریف لائے تو ہرن نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی نے مجھے پکڑ لیا ہے۔ سامنے پہاڑ میں میرے دو بچے بھوکے ہیں۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے مجھے آزاد کر دیں۔ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔

حضرت محمد ﷺ نے ہرن کی بات سن کر اسکی رسی کھول دی۔ ہرن وعدہ کے مطابق بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ حضرت محمد ﷺ اسے رسی سے باندھ رہے تھے کہ سویا ہوا آدمی اٹھ گیا۔ وہ شخص سمجھا کہ ہرن آپ ﷺ کو پسند آ گئی ہے۔

اس نے کہا:

’’یارسول اللہ ﷺ میں یہ ہرن آپ ﷺ کو تحفہ میں پیش کرتا ہوں۔‘‘

حضرت محمد ﷺ نے ہرن کو آزاد کر دیا۔ ہرن آزاد ہونے کے بعد خوشی سے بھاگتی ہوئی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ حضرت محمد ﷺ کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔

پیارے بچو!

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ساری کائنات کے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ چرند، پرند، نباتات، جمادات، جنات، فرشتے اور انسان سب کے لیے حضرت محمد ﷺ رحمت ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی شفقت اور رحم دلی کا یہ حال تھا کہ حضرت محمد ﷺ کسی کو بھی تکلیف میں دیکھ کر بے چین ہو جاتے تھے۔ پرندے اور جانور بھی اس بات سے واقف تھے کہ حضرت محمد ﷺ ان کا دکھ درد سنتے ہیں اور اس کا مداوا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار

رجب کے مہینے میں ۲۷ویں شب کو خاتم النبین حضرت محمد ﷺ چچازاد بہن ام ہانی کے گھر آرام فرمارہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا:

”

یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپکو یاد فرمایا ہے۔“

حضرت محمد ﷺ حضرت جبرائیلؑ کے ہمراہ زم زم کے کنوئیں کے پاس گئے،وہاں حضرت محمد ﷺ نے وضو کیا اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ بیت المقدس تشریف لے گئے۔

حضرت محمد ﷺ جب بیت المقدس پہنچے تو وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام جمع تھے۔حضرت محمد ﷺ نے امامت کی اور تمام انبیاء علیہم السلام نے حضرت محمد ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔

حضرت محمد ﷺ بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے، وہاں حضرت محمد ﷺ نے پیغمبروں سے ملاقات کی۔حضرت محمد ﷺ کو دوزخ میں رہنے والے لوگوں کی سزاؤں کے بارے میں بتایا گیا۔اس ہی طرح جنت میں رہنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہونے کے بارے میں بتایا گیا۔

پیارے بچو!

اس رات حضرت محمد ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔جب حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے جو چاہا باتیں کیں۔ حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''پھر باتیں کیں اللہ نے اپنے بندے سے جو باتیں کیں۔''
)سورۃ نجم۔۱۰(

حضرت محمد ﷺ کے اس سفر کو معراج النبی ﷺ کہا جاتا ہے۔ معراج کے معنی ہیں غیب کی دنیا میں سفر کرنا اور وہ رتبہ عطا ہونا جس سے بڑھ کر کوئی رتبہ تصور میں نہ آئے۔ حضرت محمد ﷺ کا آسمانوں میں جانا اور اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا۔
معراج النبی ﷺ کا مطلب ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے زمین اور آسمانی دنیاؤں کی سیر کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اس سفر میں حضرت محمد ﷺ نے بیت المقدس، سات آسمان، فرشتے، جنات، جنت، دوزخ، عرش و کرسی اور بیت المعمور کا مشاہدہ کیا۔
صبح کے وقت جب حضرت محمد ﷺ نے معراج کے متعلق لوگوں کو بتا دیا تو دل کے اندھے کافروں نے حضرت محمد ﷺ کا مذاق اڑایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کافروں نے کہا:

''آپ نے کچھ سنا ہے؟ آپ کے رفیق محمد ﷺ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات میں بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کر کے آئیں ہیں۔''

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا:

''اگر محمد ﷺ ایسا فرماتے ہیں تو یہ سچ ہے۔''
حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس جواب سے کافر مایوس ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ:

”جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو،اس پر جو اس نے دیکھا۔“

(سورۃ نجم۔۱۱،۱۲)

معراج کی رات حضرت محمد ﷺ نے مسجد الحرام سے بیت المقدس تک سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کیا اور زمین سے آسمانوں تک کتنا سفر کیا اس کا کوئی حساب نہیں ہے۔یہاں تک کہ فرشتوں کی حد سے آگے تشریف لے گئے۔سات آسمان، عرش و کرسی،بیت المعمور اور سدرۃ المنتہٰی سے بھی آگے اور بہت آگے تشریف لے گئے۔اللہ تعالیٰ سے باتیں کی اور اسی شب اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔

پیارے بچو!

معراج کی رات حضرت محمد ﷺ نے جو سفر کیا وہ اتنا تیز رفتار سفر تھا کہ دنیا میں اسکی کوئی مثال ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

اسلام کی ابتداء

پیارے بچو!

خانہ کعبہ مکہ شہر میں واقع ہے۔خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔جب کوئی بندہ خانہ کعبہ کو دیکھتا ہے تو اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کی روح میں اللہ تعالیٰ کا نور بھر جاتا ہے۔اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جاتی ہے۔خانہ کعبہ کی وجہ سے شہر مکہ کو ہمیشہ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔

حج کے موقع پر مختلف قبیلوں کے لوگ دور دور سے خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا معمول تھا کہ تمام قبائل سے ملاقات کرکے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔حج کے دنوں میں عقبہ کے مقام پر کچھ افراد جن کی تعداد بارہ تھی، حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔یہ لوگ یثرب سے آئے تھے (شہر مدینہ کو پہلے یثرب کہا جاتا تھا)۔حضرت محمد ﷺ نے انہیں اسلام کی تعلیمات پیش کیں۔ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔اسلام میں داخل ہونے کے بعد حضرت محمد ﷺ نے ان لوگوں سے مندرجہ ذیل باتوں پر عہد لیا۔

۱۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔
۲۔خواتین کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے۔
۳۔اپنی بیٹیوں کو قتل نہیں کریں گے۔
۴۔جھوٹ نہیں بولیں گے۔
۵۔چوری نہیں کریں گے۔
۶۔جان ومال کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی حمایت کریں گے۔
۷۔اسلام کی حمایت کے لئے کفار سے لڑنا پڑا تو لڑیں گے۔

یہ لوگ واپس یثرب جانے لگے تو حضرت محمد ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ کر دیا تاکہ وہ یثرب کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سکھائیں۔

حضرت معصب بن عمیرؓ مدینے میں آکر اسعد بن زرارہ کے گھر مہمان ٹھہرے۔ جو مدینے کے نہایت معزز آدمی تھے۔ حضرت معصب بن عمیرؓ روزانہ یثرب کے چند گھروں کا دورہ کرتے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ حضرت معصب بن عمیرؓ کی کوششوں سے روزانہ ایک یا دو آدمی مسلمان ہو جاتے تھے۔

نبوت کے تیرھویں سال یثرب سے آنے والے ۷۵ لوگوں نے حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو دعوت دی کہ حضرت محمد ﷺ اور دوسرے مسلمان یثرب آجائیں اور اسلام کے لئے جان و مال قربان کرنے کے عہد کو دہرایا۔

کفار مکہ نے اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی تھی، انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو تکلیف پہنچانے اور اسلام پر ایمان لانے والوں کو طرح طرح سے ظلم کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ مشرکین مکہ حضرت محمد ﷺ کی دشمنی میں اتنے آگے بڑھ گئے تھے کہ اگر کوئی ان کے گھر کا پتہ پوچھتا تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ پتہ پوچھنے والا یا تو مسلمان ہے یا پھر مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا، اس کو پتھر مارنا شروع کر دیتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ نے قریش کے مظالم کو دیکھ کر مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں۔ مسلمان اپنے گھر، کاروبار، عزیز و اقارب سب کچھ چھوڑ کر مکہ سے یثرب ہجرت کر گئے۔

اب مکہ میں صرف حضرت محمد ﷺ اور چند مسلمان رہ گئے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کو ہجرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار تھا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حضرت محمد ﷺ بھی ہجرت فرما کر یثرب چلے گئے اس دن سے اس شہر کا نام مدینۃ النبی ﷺ ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے

پیارے بچو!

مدینہ والوں کو خبر ہو چکی تھی کہ حضرت محمد ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لا رہے ہیں۔مدینہ کے مسلمان ہر روز حضرت محمد ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔وہ بڑا ہی خوبصورت دن تھا۔

مدینے میں ہر طرف چہل پہل تھی۔حضرت محمد ﷺ اونٹنی پر سوار مدینہ داخل ہوئے۔اس اونٹنی کا نام قصویٰ تھا۔عورتیں، مرد، بچے، غرض مدینے کے لوگ حضرت محمد ﷺ کے استقبال کے لیے گلیوں اور سڑکوں پر جمع ہو گئے۔لوگ قطاریں بنا کر مدینہ شہر میں خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

مدینہ میں بچوں نے حضرت محمد ﷺ کا پرجوش استقبال کیا۔انہیں معلوم تھا کہ حضرت محمد ﷺ بچوں سے پیار کرتے ہیں۔بچوں نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور خوشی کے گیت گائے۔

ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر یہ الفاظ تھے:
"اللہ کے نبی آئے اللہ کے رسول آئے۔"

پیارے پیارے چھوٹے بچوں کے جوش و جذبہ سے حضرت محمد ﷺ بہت خوش ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ نے بچوں سے ہاتھ ملایا انہیں پیار کیا اور دعائیں دیں۔
حضرت محمد ﷺ نے معصوم بچیوں سے پوچھا:
''کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟''
بچیوں نے کہا:
''جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! ہم سب آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔''
پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:
''میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔''

حضرت محمد ﷺ نے بچوں کو بتایا کہ آپ ﷺ مدینے میں ان کے ساتھ رہنے کے لیے آئے ہیں۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضرت محمد نبی ﷺ مدینے میں اس کے گھر قیام کریں۔
حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:
''میں وہاں قیام کروں گا جہاں اللہ کے حکم سے میری اونٹنی بیٹھے گی۔''

اونٹنی جس جگہ بیٹھی وہ خالی زمین تھی اور سامنے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا گھر تھا۔ حضرت محمد ﷺ ان کے گھر ٹھہر گئے۔ جس جگہ حضرت محمد ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی، وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ ان بچوں نے اپنی زمین حضرت محمد ﷺ کو بطور تحفہ دینا چاہی لیکن حضرت محمد ﷺ نے اصل قیمت سے زیادہ رقم دے کر وہ زمین مسجد کے لیے خرید لی۔

مسجد نبوی ﷺ

مدینے پہنچنے کے دوسرے دن حضرت محمد ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی۔ مسجد کی تعمیر میں ہر شخص نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت محمد ﷺ نے سب کے ساتھ مل کر کام کیا۔ اینٹیں بنائیں، لکڑیاں کاٹیں، جھاڑیاں صاف کر کے زمین ہموار کی۔ سیڑھیاں بنائیں، ان پر چڑھ کر اینٹیں اور گارا، اوپر پہنچایا، حضرت محمد ﷺ مسجد کی تعمیر میں ضروری ہدایات بھی دیتے رہے۔

جب حضرت محمد ﷺ بھاری بھاری اینٹیں اٹھاتے تو صحابہ کرامؓ دوڑ کر آتے اور حضرت محمد ﷺ سے اینٹیں لے لیتے۔ مگر پھر حضرت محمد ﷺ دوسری اینٹ اٹھا لیتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ مختلف کام سر انجام دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ مسکراتے بھی تھے۔ لوگ بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کے گرد جمع ہونے والوں لوگوں نے حضرت محمد ﷺ کا ہاتھ بٹایا اور مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

کچھ فاصلے پر حضرت بلالؓ بھی کام میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بچے حضرت محمد ﷺ کے گرد جمع ہو گئے ہیں تو بچوں کو منع کیا۔ حضرت محمد ﷺ بچوں کو روکنا بھی نہیں چاہتے تھے اور حضرت بلالؓ کی بات بھی رد کرنا نہیں چاہتے تھے لہذا حضرت محمد ﷺ نے کمال فراست سے فرمایا:

''بچو! دیکھو بے چارہ بلال اکیلا کام کر رہا ہے تم بلالؓ کی مدد کرو۔''

بس پھر کیا تھا سارے بچے حضرت بلالؓ کی طرف شور مچاتے، اچھلتے کودتے خوش ہوتے ہوئے دوڑ پڑے۔ حضرت بلالؓ نے کام میں خلل ہونے کی وجہ سے بچوں کو روکا تھا لیکن معاملہ الٹ ہو گیا۔ حضرت بلالؓ بوکھلا گئے اور دوڑ کر اونچی جگہ پر چڑھ گئے اور یا بلالؓ کہہ کر بچے شور کرتے رہے اور تالیاں بجاتے رہے۔

بچوں نے کہا:

بابا بلالؓ! ہم آپ کا ہاتھ بٹانا چاہتے ہیں۔

حضرت بلالؓ جانتے تھے کہ بچوں کے ہاتھ بٹانے کا کیا نتیجہ ہو گا لہذا وہ نیچے نہیں اترے اور حضرت محمد ﷺ کی طرف بے بسی سے دیکھا تو حضرت محمد ﷺ تبسم فرما رہے ہیں اور حضرت بلالؓ بھی ہنسنے لگے۔

ایک مرتبہ پیارے نبی ﷺ نے ایک بچے کو گود میں اٹھایا۔اس کے ہاتھ میں ایک پتھر دیااور کندھوں سے اونچا کر کے اس سے کہا:

"یہ پتھر دیوار میں لگا دو۔"

بچے نے پتھر لگا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"شاباش اب تم اپنے دوستوں کو بتانا اس مسجد کو بنانے میں میرا بھی حصہ ہے۔"

حضرت محمد ﷺ ہمیشہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ:

"اللہ تعالیٰ کام کرنے والے لوگوں سے پیار کرتا ہے۔"

پہلے مؤذن

مسجد نبوی جس دن مکمل ہوئی تمام لوگ تھک ہار کر مسجد کے فرش پر آرام کرنے لگے۔ ہلکی ہلکی دھوپ چھپر پر پڑے ہوئے کھجوروں کے پتوں کے درمیان سے چھن چھن کر نیچے آ رہی تھی۔ سبز پتوں کا سایہ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہا تھا۔ ہر شخص مسجد کی تعمیر کے پہلوؤں پر تبصرہ کر رہا تھا۔ سب بہت خوش تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا:

''میرے خیال میں مسجد میں ایک کمی ہے۔''

سب ان کی طرف متوجہ ہوگئے انہوں نے اوپر چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:'' وہاں کچھ ہونا چاہیئے، کچھ ایسا انتظام جس سے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا جا سکے۔''

حضرت عمارؓ بولے۔۔۔۔۔۔۔

''میرے خیال میں مسجد پر ایک جھنڈا لگا دیں۔ نماز کے وقت پرچم کشائی کر لیا کریں اور نماز کے بعد اتار دیں۔''

آس پاس کے سب لوگ گفتگو میں شامل ہو گئے۔ حضرت محمد ﷺ یہ گفتگو دلچسپی سے سنتے رہے مگر کچھ نہیں فرمایا۔

کسی نے کہا۔۔۔۔۔۔''ہم چھت پر گھنٹیاں کیوں نہ لٹکا دیں۔''

کوئی صاحب بولے۔۔۔۔۔۔۔''گھنٹیاں تو کلیساؤں میں لگاتے ہیں''

کسی نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔نقارہ بجانا چاہیئے۔

ایک صاحب بولے۔۔۔۔۔۔۔۔۔نقارہ جنگ اور خون کی یاد دلاتا ہے۔ ہمارا دین امن اور سلامتی کا دین ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔ مناسب رہے گا کہ قرنا پھونکا جائے اس کی آواز بہت دور تک سنائی دیتی ہے۔''

کوئی صاحب بولے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"قرنا تو مینڈھے کے سینگ سے بنایا جاتا ہے یہ کوئی اچھی علامات نہیں ہے۔"

اور پھر خاموشی چھا گئی۔ جھنڈا، گھنٹیاں، نقارہ، قرنا کوئی بھی ان تجاویز سے پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔ گھنٹیوں کی آواز دیر تک کانوں میں گونجتی رہتی ہے، نقارہ دوران خون کو تیز کرتا ہے، جھنڈا ہوا کے رخ پر اڑتا ہے اور مخالف سمت سے نظر ہی نہیں آتا۔ پھر جھنڈا سوتے ہووں کو کیسے جگائے گا؟

حضرت عبداللہ بن زیدؓ آئے۔ شرمیلے اتنے تھے کہ ڈرتے تھے ان کی باتوں سے کوئی ناخوش نہ ہو جائے مگر خذرج کا یہ شرمیلا نوجوان اگلے ہی لمحہ ساری کائنات کو مرتعش کرنے والا انسان تھا۔

حضرت بلالؓ حضرت محمد ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ حضرت عبداللہؓ آپ ﷺ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ حضرت بلالؓ وہاں سے اٹھ گئے تاکہ حضرت عبداللہؓ اطمینان سے بات کر لیں۔ حضرت عبداللہؓ نے نہایت دھیمی آواز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یارسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سبز کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص ہاتھ میں ناقوس لیے جا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا:

اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم مجھے فروخت کر دو گے۔

اس سبز پوش نے پوچھا تم کیا کرو گے؟

میں نے کہا، اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے بلاؤں گا۔

اس شخص نے کہا نماز کے لئے بلانے کا میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ بتاتا ہوں۔ تم اس طرح کہا کرو۔

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔
اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔
اَشْہَدُ اَنْ لآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ	میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اَشْہَدُ اَنْ لاَّ اِلَہَ اِلاَّ اللَّہُ   میں گوہی دیتاہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللہِ میں گواہی دیتاہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللہِ میں گواہی دیتاہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حَیَّ عَلَی الصَّلَوۃِآؤنماز کی طرف۔

حَیَّ عَلَی الصَّلَوۃِ   آؤنماز کی طرف۔

حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ   آؤکامیابی کی طرف۔

حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ   آؤکامیابی کی طرف۔

اَللَّہُ اَکْبَرُ اَللَّہُ اَکْبَرُ   اللہ بہت بڑاہے۔اللہ بہت بڑاہے۔

اَللَّہُ اَکْبَرُ اَللَّہُ اَکْبَرُ   اللہ بہت بڑاہے۔اللہ بہت بڑاہے۔

لاَ اِلَہَ اِلاَّ اللَّہُ   اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

خواب سن کر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''عبداللہ۔تمہاراخواب سچاہے۔نماز کیلئے اسی طرح بلایاجائے گا۔''

اب سوال یہ تھاکہ یہ الفاظ کس انداز میں اور کیسے اداکیے جائیں۔میٹھے لہجے میں،نرم لہجے میں،اعلانیہ انداز میں،مرد کی آواز میں،عورت کی آواز میں،بچے کی آواز میں،کسی نوجوان کی آواز میں،کسی بزرگ کی آواز میں یابیک وقت کئی لوگوں کی آواز میں۔

حضرت محمد ﷺ نے حضرت بلالؓ کے کندھے پرہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا:

''بلال تمہاری آواز میں۔''

پھر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''عبداللہ!تم بلال کو یہ الفاظ یاد کرادو۔''

مسجد میں بیٹھے ہوئے سارے لوگوں کی نگاہیں حضرت بلالؓ پر مرکوز ہو گئیں۔ حضرت بلالؓ ابھی تک حضرت محمد ﷺ کے فیصلے کے سرور میں تھے۔ انہوں نے سوچا کہ مجھ ناچیز سیاہ فام حبشی کے ذمہ یہ خدمت سپرد کر دی گئی ہے کہ میں مسلمانوں کو نماز کی سعادت کے لئے بلایا کروں۔ یہ میرے لیے کتنی بڑی سعادت ہے۔

پھر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"بلال تمہاری آواز سب سے اچھی ہے۔ اسے اللہ کی راہ میں استعمال کرو۔"

حضرت زیدؓ جو حضرت بلالؓ کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے:

"

کاش میرے پاس اسلام کو دینے کے لئے کوئی ایسا تحفہ ہوتا۔"

انہی باتوں میں نماز کا وقت ہو گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور ایک چھت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"جاؤ چھت پر جا کر لوگوں کو نماز کے لیے بلاو۔"

جس چھت کی طرف اشارہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا تھا وہ مسجد سے ملحق بنو نجار کی ایک خاتون کے گھر کی کچی چھت تھی۔ حضرت بلالؓ حسب حکم اس چھت پر چڑھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بلند آواز میں آذان دی۔

پوری دنیا میں ہر روز پانچ دفعہ اذان کے الفاظ فضاء میں گونجتے ہیں۔ مختلف ممالک میں طلوع اور غروب کے اوقات کے فرق کی وجہ سے کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جب دنیا کے کسی نہ کسی حصہ سے اذان کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو۔ حضرت بلالؓ اذان دے کر نیچے اترے تو حضرت محمد ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھا لیا۔ چاروں طرف لوگ اِدھر اُدھر آ جا رہے تھے۔ اذان کی آواز سن کر محلے کے بچے اکٹھے ہو گئے تھے۔ حضرت بلالؓ کی طرف اشارہ کر کے ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے تھے۔ سن کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ بہت دیر تک آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا حضرت بلالؓ بھی خوشی سے سرشار تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔۔۔

"بلال، تم نے میری مسجد مکمل کر دی۔"